حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہیدؒ

ساتویں محرم ۱۱۹۵ ہجری کا چاند آسمان پر چمک رہا تھا۔ رات کے سناٹے گہرے ہوتے جا رہے تھے۔ حضرت مرزا مظہر جانجاناں شہید رحمتہ اللہ علیہ اپنی خواب گاہ میں ذکر و فکر میں مشغول تھے کہ دروازے پر دستک ہوئی' خادم نے اٹھ کر دروازہ کھولا۔ باہر تین آدمی کھڑے تھے' انہوں نے حضرت مرزا کی زیارت کا اشتیاق ظاہر کیا تو خادم نے آپ سے کہا تو حضرت نے حکم دیا کہ آنے دو اور خود خواب گاہ سے باہر آگئے۔ آنے والوں میں ایک ولایت زادہ مغل تھا' اس نے آپ سے دریافت کیا کہ مرزا مظہر آپ ہیں؟ آپ نے اثبات میں جواب دیا۔ ولایت زادے مغل کے ساتھیوں نے بھی اس کی تصدیق کی تو اس بدبخت و بدباطن نے آپ پر گولی چلا دی جو دل کے قریب لگی۔ اس وقت آپ کی عمر اسی سال سے تجاوز کر چکی تھی۔ آپ خون میں لت پت زمین پر گر پڑے اور قاتل فرار ہو گئے۔ یہ سارا واقعہ اتنی عجلت میں ہوا کہ خادم جو قریب ہی موجود تھا حیران و ششدر

دیکھتا رہ گیا۔

آپ پر قاتلانہ حملے کی خبر آن واحد میں دور و نزدیک پھیل گئی۔ لوگ بھاگم بھاگ آپ کے بیت اقدس کی طرف آنے لگے۔ فوراً" جراح آگیا اور علاج کرنے لگا۔ اگلی صبح شاہی وزیر نواب نجف خاں نے ایک عیسائی جراح کو بھیجا اور ساتھ کہلا بھیجا کہ جب قاتل کا پتہ چل جائے گا تو قصاص لیا جائے گا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر قاتل کا پتہ چل جائے تو اسے معاف کر دیں میں نے اسے معاف کر دیا ہے۔ رہا شفا کا تو اگر ارادہ الٰہی میں ہے تو ضرور ہو گی اور عیسائی جراح کو واپس بھجوا دیا۔ ان دنوں اکثر آپ یہ شعر پڑھا کرتے تھے ۔

بن کروند خوش درخ نجاک و خون غلطید ن
خدا رحمت کندایں عاشقان پاک طینت را

حضرت مرزا جان جاناں رحمتہ اللہ علیہ کے آثار احوال سے پتہ چلتا ہے کہ عشق و محبت اور اتباع سنت خیرالانام صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے خمیر میں تھے۔ ابھی آپ چھ ماہ کے تھے کہ ایک خوبصورت عورت نے آپ کو دایہ کی گود سے لے کر اپنی گود میں لے لیا۔ اس کے حسن و جمال نے آپ کو بے قرار کر دیا۔ انس پیدا ہو گیا اس کو دیکھے بغیر چین نہ پڑتا تھا' روتے رہتے تھے۔ جب آپ پانچ سال کے ہو گئے تو زبان زد عام ہو گیا کہ لڑکا عاشق مزاج ہے۔ جب نو سال کے ہوئے تو حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو خواب میں دیکھا جو بڑی محبت سے پیش آئے۔ جب کبھی سیدنا حضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر خیر آتا تو ان کی صورت مبارک آپ کے سامنے آجاتی تھی۔ کئی بار آپ نے ان کی زیارت کی تھی ۔ فرمایا کرتے تھے کہ اصل میں یہ جذبہ عشق و محبت ہی تھا جس نے سلوک کی منازل طے کرنے میں لازوال کردار ادا کیا ہے۔

آپ کے والد بزرگوار حضرت اورنگ زیب عالمگیر کے ہاں منصب دار تھے۔

سلسلہ قادریہ میں حضرت شاہ عبدالرحمٰن قادری کے مرید تھے۔ آپ دارالحکومت اکبر آباد کی طرف جارہے تھے کہ کالاباغ جو حدود مالوہ میں ہے ۱۱ رمضان المبارک ۱۱۱۳ ہجری کو اس سعادت مند بیٹے کی پیدائش ہوئی۔ جب حضرت اورنگ زیب عالمگیر کو اطلاع ہوئی تو فرمایا کہ بیٹا باپ کی جان ہوتا ہے۔ باپ کا نام مرزا ہے لہٰذا ہم اس بیٹے کا نام جان جاناں رکھتے ہیں۔

باپ نے آپ کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دی تاکہ وقت عزیز اور عمر ضائع نہ ہو۔ علوم دینیہ کے ہم آہنگ فن سپہ گری میں بھی آپ نے کمال کی مہارت حاصل کی۔ اگر بیس آدمی تلواروں کے ساتھ حملہ آور ہوں اور آپ کے پاس صرف ایک لاٹھی ہو تو وہ آپ کو زخم تک نہ لگا سکیں۔ سولہ سال کی عمر میں جب آپ کے والد گرامی کا انتقال ہوا تو اس سے قبل علوم متداولہ سے فارغ التحصیل ہو چکے تھے۔ ایک دن دوستوں کے ساتھ موروثی منصب شاہی کے حصول کے لئے فرخ سیر بادشاہ کی ملاقات کو تشریف لے گئے۔ سوئے اتفاق بوجہ علالت ملاقات نہ ہو سکی تو رات خواب میں دیکھا کہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ اپنے مزار اقدس سے باہر نکلے اور اپنی کلاہ مبارک آپ کے سر پر رکھ دی ہے۔ صبح بیدار ہوئے تو دل سے جاہ منصب کی تمنا و خواہش یکسر مفقود تھی اور اس کی جگہ بزرگان دین اور اولیاء کرام کی زیارت کا شوق فراواں سینے میں مچل رہا تھا۔ چنانچہ جس کسی صاحب کمال اور بزرگ کا سنتے اس کے در دولت پر حاضر ہو جاتے اور عنایات و فیوض سے سرخرو ہوتے لیکن ہنوز کسی کے حلقہ ارادت میں شامل نہیں ہوئے تھے۔

بعمر اٹھارہ سال ایک دن آپ کے گھر میں دوستوں کا جمگھٹا تھا۔ کسی نے سید نور محمد بدایونی قدس سرہ کا تذکرہ کیا۔ جب آپ کے اوصاف حمیدہ بیان کئے گئے تو دل کی دنیا میں انقلاب آگیا۔ شوق قدم بوسی نے گھیر لیا، فوراً تشریف لے گئے اور حاضرین محفل کی رکاوٹ کے باوجود پرنور چہرے کی زیارت سے مشرف

ہوئے۔ لیکن گھر میں احباب کے منتظر رہنے کا خیال آتے ہی "پھر حاضر ہوں گا" عرض کر کے اٹھنے لگے تو حضرت نور محمد بدایونی رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ آنکھیں بند کر لیں اور قلب کی طرف متوجہ ہو جائیں۔ حسب حکم آپ نے آنکھیں بند کر لیں اور تمام تر توجہ دل کی طرف مبذول کر دی اور جب آنکھیں کھولیں تو آپ کے لطائف خمسہ ذاکر بن گئے تھے۔

دوسرے دن جب آپ حضرت سید نور محمد بدایونی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہونے سے قبل آئینہ میں چہرہ مبارک دیکھا تو سید صاحب کی صورت نظر آئی۔ بس پھر کیا تھا عاشقانہ جذبات جو فطرت کی طرف سے آپ کو ودیعت ہوئے تھے رنگ لائے اور اس ولی اللہ سے بے حد عقیدت و محبت ہو گئی۔ چار سال کی قلیل مدت میں آپ مقام ولایت پر پہنچ گئے اور پھر مرشد نے آپ کو خرقہ مع اجازت عطا فرمایا اور تلقین فرمائی کہ ہمیشہ عقیدہ اہلسنّت و جماعت پر قائم رہنا۔ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنا اور بدعت سے پرہیز کرنا۔

مرشد کے وصال کے بعد حضرت مزرا مظہر جان جاناں قدس سرہ آپ کے مزار اقدس پر چھ سال تک جاتے رہے اور بے حد فیوض و برکات سے متمتع ہوئے۔ اس کے بعد مرشد نے خواب میں آکر تلقین کی کہ کسی اور بزرگ سے مقامات قرب کی تحصیل کرو۔ چنانچہ بفرمان مرشد آپ بزرگان وقت کی طرف متوجہ ہوئے۔ سب سے پہلے حضرت شاہ گلشن رحمتہ اللہ علیہ کے پاس تشریف لے گئے۔ انہوں نے فرمایا کہ تمہیں شیخ زمانہ بننا ہے اس لئے کسی ولی کامل کے پاس جاؤ۔ چنانچہ بہت سے بزرگوں کے پاس جانے کے بعد آپ حضرت حافظ سعداللہ رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے جو حضرت محمد صدیق بن حضرت خواجہ محمد معصوم رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ کلاں تھے۔ ان کی خدمت میں بارہ سال رہ کر فوائد حاصل کرنے کے بعد شیخ الشیوخ شیخ محمد عابد سنامی خلیفہ حضرت شیخ عبدالاحد سرہندی رحمتہ اللہ علیہ کے پاس سات سال رہے۔ اس مقام پر عشق و محبت کا

جوش و خروش جو تجلیات صفات کے سبب سے تھا وہ تجلیات ذاتی کے غلبہ میں مضمحل ہو گیا اور بجز نسبت عبودیت کے کچھ نہ رہا۔ فرماتے ہیں کہ شیخ کی توجہ سے نسبت باطنی میں ایسا طول و عرض پیدا ہو گیا کہ نظر کشفی اس سے قاصر ہے۔ ایک دن آپ نے شیخ سے سلسلہ قادریہ کے لئے عرض کیا تو اجازت مع خرقہ مل گئی جس کی برکات آپ نے اپنے باطن میں محسوس کیں۔ الغرض آپ کو چاروں سلاسل کی اجازت تھی اور آپ کا لقب شمس الدین حبیب اللہ رکھا گیا۔

حضرت شیخ محمد عابد سنامی قدس سرہ کی رحلت کے بعد آپ مسند ارشاد پر متمکن ہوئے۔ طالبان الٰہی آپ کی خدمت اقدس میں دور و نزدیک سے حاضر ہونے لگے۔ ایسا بھی ہوتا تھا کہ غائبانہ توجہات سے دور دراز کے شہروں میں لوگ گھروں میں بیٹھے ترقی و فیض حاصل کرتے تھے۔

حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید رحمتہ اللہ علیہ کمال زہد و توکّل سے متصف تھے اور کسی سے کوئی چیز قبول نہیں کرتے تھے۔ ایک دفعہ ایک امیر نے آموں کا ہدیہ آپ کے پاس بھیجا تو آپ نے واپس کر دیا۔ اس نے منت سماجت سے آم دوبارہ بھیجے تو آپ نے ان میں سے دو آم رکھ کر باقی واپس کر دیئے اور فرمایا کہ فقیر کا دل اس ہدیئے کو قبول کرنے سے انکار کرتا ہے۔ ابھی زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ ایک باغبان حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا کہ فلاں امیر نے ظلم سے میرے آم لے لئے ہیں ان میں کچھ آپ کی خدمت میں بھیجے ہیں میری مدد فرمائیں۔ آپ نے سنا تو فرمایا۔

"سبحان اللہ یہ ناعاقبت اندیش لوگ فقیر کا باطن سیاہ کرنا چاہتے ہیں۔"

آپ امراء کے گھروں کا کھانا بھی تناول نہ فرمایا کرتے تھے، کہا کرتے تھے کہ ان لوگوں کی ظلمت باطنی نسبت کو مکدر کر دیتی ہے۔ اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ سب سے برا کھانا امیروں کا کھانا ہے۔ ایک دن روزہ افطار کرنے کے لئے آپ

نے کسی غیر کے گھر کی ایک روٹی یاروں میں تقسیم فرمائی اور ایک ٹکڑا خود بھی تناول فرمایا۔ نماز تراویح کے بعد دوستوں سے فرمایا کہ تم اپنے باطن کا حال دیکھ کر بتاؤ۔ ایک نے عرض کیا کہ آپ ہی بتائیں۔ یہ سن کر آپ نے کہا کہ فقیر کا باطن تو سیاہ ہو گیا تھا' مگر نماز پڑھنے اور قرآن پاک سننے سے بحال ہو گیا ہے۔ اس پر عرض کیا گیا کہ جب مشتبہ لقمہ کی کدورت نے آپ کے باطن مبارک اور دریائے انوار میں تغیر پیدا کر دیا ہے تو ہم جیسے تنگ باطنوں کے حال کی خرابی کا کیا ذکر ہے۔ فرمایا کہ حلال لقمہ ہی سے توفیق رفیق ہوتی ہے اور نور طاقت زیادہ ہوتا ہے۔

سب سے عمدہ کرامت یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و اتباع میں زندگی گزرے۔ لیکن حضرت مرزا رحمتہ اللہ علیہ جیسے پاک طینت بزرگوں اور اولیاء کرام سے بعض اوقات خوارق و کرامات کا ظہور ہوتا رہتا ہے جو عام دنیاداروں کی نظر میں بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ لیکن بزرگان دین کی نظر میں اس کی کوئی قدر و منزلت نہیں۔

ایک روز آپ ایک فاحشہ عورت کی قبر پر مراقبہ میں بیٹھ گئے۔ فرمایا کہ اس کی قبر میں دوزخ کی آگ شعلہ زن ہے اور وہ عورت شعلوں کے ساتھ کبھی اوپر جاتی ہے اور کبھی نیچے آتی ہے۔ اس کے ایمان میں مجھے شک ہے۔ کلمہ طیبہ کا ختم اس کی روح کو بخشتا ہوں۔ اگر ایمان کے ساتھ مری ہو گی تو بخشی جائے گی۔ چنانچہ کلمہ طیبہ کے ختم کا ثواب پہنچا کر فرمایا کہ الحمداللہ ایمان کے ساتھ مری تھی۔ اس کلمہ کی برکت سے عذاب سے نجات پا گئی ہے۔

پینتیس سال تک آپ لوگوں کو تلقین و ہدایت فرماتے رہے۔ بدباطنوں' بدعقیدوں اور لہو و لعب میں مشغول لوگوں کو صراط مستقیم کی دعوت دیتے رہے' یہاں تک کہ آپ پر قاتلانہ حملہ ہوا۔ تین دن تک آپ حیات موت کے درمیان رہے۔ آپ کے اکثر بزرگ شہادت کی موت مرے تھے اور خود بھی شہادت کی تمنا

فرمایا کرتے تھے۔ کہا کرتے تھے کہ فقیر نہایت کمزور و ضعیف ہے۔ قوت جہاد نہیں رکھتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ایک بدباطن کے ہاتھوں شہید ہونے کا رتبہ عطا فرمایا دیا اور ۱۰ محرم الحرام ۱۱۹۵ ہجری کو اپنے خالق حقیقی کے پاس تشریف لے گئے۔

آپ کی پاک زندگی سے سبق ملتا ہے کہ راہ حق میں اگر جان کا نذرانہ بھی پیش کرنا پڑے تو دریغ نہیں کرنا چاہیے۔ لقمہ حرام و مشتبہ سے کبھی اپنے باطنوں کو سیاہ و مکدر نہیں کرنا چاہیے اور عزیز و اقارب جو اللہ کے حضور پہنچ گئے ہوں ان کے ایصال ثواب کے لئے کچھ نہ کچھ پڑھ کر بخشتے رہنا چاہیے۔ اسی سے پتہ چلتا ہے کہ ہمیں ان سے کتنی محبت تھی۔